یو.پی کی حکومت خواہ کچھ کہے۔ اب یہ مرکزی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں مداخلت کرے۔ اور عدلیہ کا احترام برقرار رکھے۔ آج بابری مسجد کا معاملہ صرف ایک فرقے کے مذہب، یا ایک مقامی تنازعہ کا معاملہ نہیں رہا۔ بلکہ یہ مرکزی حکومت کے لئے عدل و انصاف کا معاملہ بن گیا ہے۔ اس ساری کہانی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یو پی میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت وشو ہندو پریشد کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے۔ وشو ہندو پریشد کے عزائم سب جانتے ہیں، بھارتیہ جنتا پارٹی کی اندرونی صفوں میں بابری مسجد کے معاملہ میں اختلاف رہا ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ مسٹر اٹل بہاری باجپئی، اس تنازعہ کا تصفیہ ان لائنوں سے ہٹ کر چاہتے تھے جس پر مسٹر ایل۔ کے ایڈوانی اور ساری پارٹی چلتی رہی ہے۔ بابری مسجد ایکشن کمیٹی نے بجا طور پر اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ اگر "متنازعہ زمین کی جوں کی توں" پوزیشن میں مداخلت کی گئی یا اسے چھیڑا گیا تو اس کا شدید ردِ عمل ہوگا۔ ادھر بھارتیہ جنتا پارٹی کے لیڈروں نے یو.پی کی حکومت کو مبارکباد دینے شروع کر دی ہے کہ اس نے رام مندر کی تعمیر شروع کر دی ہے۔

اس وقت سارے مسلمانوں کی نگاہ بابری مسجد کی طرف ہے۔ وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مرکزی حکومت اس سلسلہ میں کیا کرتی ہے۔ مرکزی حکومت نے یو، پی کی صوبائی حکومت سے جواب طلب کیا ہے۔ تا دمِ تحریر یہ جواب نہیں آیا۔ مرکزی حکومت کی غالباً ایکوائر کئے جانے والے قطعاتِ آراضی کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ہی کوئی قدم اٹھائے گی۔ مسلمانوں نے مجموعی طور پر برداشت کا ثبوت دیا ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ مزید برداشت کا ثبوت دیں گے۔ اور اپنی لڑائی پُر امن جمہوری طریقوں سے جاری رکھیں گے۔ جذباتی سیاست ہمیشہ نقصان کی طرف لے جاتی ہے۔ ٹھنڈے دماغ کی سیاست ہمیشہ کامیاب رہتی ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس معاملہ میں اپنے اتحاد کا ثبوت دیں یک رائے اور ہم آواز ہوں۔ ایک کنونشن بلا کر اجتماعی فیصلہ سے مرکزی حکومت و صوبائی حکومت کو آگاہ کریں۔

بھارتیہ جنتا پارٹی، وشو ہندو پریشد، شیو سینا اور اسی طرح کی فرقہ پرست ہندو

تنظیموں نے ملک میں ہندو فرقہ پرستی کو نقطۂ عروج پر پہنچا دیا ہے۔ اس سے پہلے تاریخ میں کبھی اس درجہ تک فرقہ پرستی اور نفرت کی لہر نہیں اٹھی تھی۔ صورتِ حال ایسی ہوگئی ہے کہ کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ اس نازک اور جذبات انگیز فضا میں خود پر قابو پانا، ضبطِ نفس کا ثبوت دینا اور خود کو تعمیری کاموں میں منہمک رکھنا مسلمانوں کی شان ہونا چاہئے۔ یہ بھی تاریخ کا ایک مرحلہ ہے۔ جیسے آیا ہے گذر جائے گا۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ملی اتحاد کے ذریعہ خود کو آنے والے طوفان کا مقابلہ کرنے کا اہل بنائیں۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بابری مسجد اور رام مندر کا مسئلہ اگرچہ اہم قومی مسائل میں شامل ہے لیکن قومی مسائل میں اس کا شمار پھر بھی چوتھے نمبر پر ہے۔ پہلا مسئلہ پنجاب اور کشمیر کا ہے۔ دوسرا مسئلہ آسام میں الفا اور آندھرا و مدھیہ پردیش میں نکسلیوں کا ہے تیسرا مسئلہ اقتصادیات کا ہے۔ چوتھا نمبر بابری مسجد۔ رام مندر کا ہے ——

ہمیں یہ معلوم ہے کہ فرقہ پرست ہندو لیڈروں نے رام مندر کی تحریک میں محض اس لئے زور پیدا کیا ہے کہ ان سے ہندو عوام یہ پوچھ رہے تھے تم پنجاب اور کشمیر میں ہندوؤں کو بچانے کے لئے کیا کر رہے ہو۔ انھوں نے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے بابری مسجد اور رام مندر کا جھگڑا کھڑا کر دیا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اپنی سیاست کی دکان چمکانے میں کافی حد تک کامیاب رہے ہے۔ یہ ایک عارضی صورتِ حال ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے گذرنے کے لئے مسلمانوں کو صبر و ثبات کی طاقت دے۔

تاریخ کی تبدیلیاں

انسان بڑا نادان ہے۔ وہ تاریخ کی تبدیلیوں سے کوئی سبق نہیں لیتا۔ قرآنِ کریم جو دنیا کے تمام انسانوں کے لئے سعادت اور فوز و فلاح کا پیغام دیتا ہے۔ بار بار تاریخ کے واقعات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور ان اصولوں کی تشریح کرتا ہے۔ جن کے باعث افراد انسانی اور قوموں کو عروج و زوال حاصل ہوتا ہے۔ آیۃ کریمہ ہے:-

تلک الایام نداولھا بین الناس